مسجد کا دروازہ ہر مذہب کے
عبادت گزاروں کیلئے کُھلا رہنا چاہیئے

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ھُوَ النَّاصِرُ

مسجد کا دروازہ ہر مذہب کے عبادت گزاروں کیلئے کُھلا رہنا چاہئے

(فرمودہ ۷۔اپریل ۱۹۳۴ء برموقع افتتاح بیتِ فضل لائل پور)

تشہّد، تعوّذ کے بعد حضور نے فرمایا:

خلافت کے شروع ایام سے ہی مَیں نے یہ اصول مقرر کیا ہوا ہے کہ میں جماعتوں کی طرف سے عام دعوت پر قادیان سے باہر نہیں جایا کرتا جس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک جماعت کے بلانے پر اس کے ہاں جاؤں تو جو محبت اور اخلاص ہر جماعت کے احباب کو ہے، اس کی وجہ سے رقابت کے باعث یا تو مجھے ہر وقت باہر رہنا پڑے گا یا پھر بعض جماعتوں کو شکوہ ہوگا کہ فلاں جگہ گئے اور ہمارے ہاں نہیں آئے۔ اس سے قبل صرف ایک ہی مثال ایسی ہے کہ جہاں مَیں جماعت کی دعوت پر گیا یعنی سیالکوٹ کی جماعت کے بلانے پر میں وہاں گیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں ایک بار اور وہاں جانے کا وعدہ فرمایا تھا اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے میں جماعت کی خواہش پر وہاں گیا۔ اب یہاں جو آنا میں نے منظور کیا ہے اس کی وجہ زیادہ تر یہی ہے کہ میں نے سمجھا کہ یہ خاص طور پر دینی کام ہے۔ لائل پور نو آبادی کا مرکز ہے اور اس لحاظ سے گویا نئی دنیا ہے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کشف بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک نئی دنیا بنانے آئے تھے اس لئے میں نے خیال کیا کہ جو نئی دنیا بسی ہے وہاں جاؤں تا وہ کشف ایک رنگ میں پورا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ آپ نے نیا آسمان اور نئی زمین بنائی ہے[1]۔ اس کے حقیقی معنی تو یہی ہیں کہ ساری دنیا میں آپ کے ذریعہ ایک نئی روح پھونکی جائے گی مگر جزوی معنی یہ بھی ہیں کہ جو نئی دنیا بسی ہے، وہاں کے لوگوں میں سچا ایمان پیدا کر دیا جائے۔ پس اس قسم کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں بھی احمدیت کو مضبوط کر دے تا ظاہری آبادی کی طرح یہاں باطنی آبادی بھی ہو جائے، میں یہاں آنے پر آمادہ ہو گیا اور انہی خیالات کے ماتحت میں نے سمجھا کہ اگر دوسری جماعتیں مجھے بلانا چاہیں گی تو میں ان کو جواب دے سکوں گا۔ اس کے بعد میں ایڈریس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پہلے تو ان لوگوں کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے مسجد کی آبادی کی کوشش کی اور اس کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں قربانیاں کیں اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور اس کے لئے اجرِ عظیم عطا کرے، یہ مسجد اس کی سچی عبادت کا مرکز ہو اور اس سے تعلق رکھنے والوں کے دلوں سے کبر اور خیلاء کو جو عبادت کے منافی ہے، نکال دے۔ پھر جہاں میں ایڈریس دینے والوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں، وہاں ایک امر کے متعلق اظہارِ افسوس کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ ایشیائی لوگوں میں عام رواج ہے کہ وہ اپنے کاموں کی بنیاد کچھ نہ کچھ جذبات پر رکھتے ہیں۔ یورپین لوگوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی ان کے تمام کاموں میں تجارتی رنگ ہوتا ہے۔ ایشیائی ممالک کا اگر کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے تو وہ قیدیوں کو آزاد کرے گا، قاتلوں کو معاف کرے گا، ملازموں کو چھٹیاں دے گا اور انعام اکرام تقسیم کرے گا لیکن یورپ میں اگر کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے تو کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ غرض ہماری دنیا جذباتی دنیا ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ بعض حالات میں مفید ہوتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اس موقع پر جبکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ آپ لوگ اس کے نام پر ایک گھر بنائیں، بعض کا جو شکوہ کیا گیا ہے وہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ انہوں نے مخالفت کی ہوگی مگر یہ سمجھ کر کہ اس طرح وہ دین کی کوئی خدمت کر رہے ہیں انہوں نے مخالفت کی لیکن اب جب خدا تعالیٰ نے آپ کو کامیابی عطا کی تو چاہیئے تھا کہ خدمت کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے مگر مخالفت کرنے والوں کا ذکر چھوڑ دیتے اور دلوں میں ان کے لئے دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے۔ ایڈریس کے اس حصہ نے مجھے تکلیف دی ہے۔ خوشی کے موقع پر ایشیائی بادشاہ قیدیوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور مخالفت کرنے والے لوگ تو آپ کے قیدی نہ تھے، ان کا ذکر چھوڑ دینے میں آپ کا کوئی حرج نہیں ہوتا تھا۔

اس کے بعد میں اختصار کے ساتھ دوستوں کو مسجد بنانے کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ آج جلسہ بھی ہے، سفر کی وجہ سے مجھے کوفت بھی ہے، اس لئے کوئی لمبی تقریر نہیں کر سکتا۔ چار پانچ دن سے تو مجھے اس قدر تکلیف تھی کہ پہلی دفعہ کل ہی جمعہ کے لئے باہر آیا، رات بھی سخت تکلیف رہی اور تمام رات جاگتے کٹی، صبح ڈاکٹری مشورہ یہی تھا کہ میں سفر کو ملتوی کر دوں مگر میں نے کہا طبیعت تو بیشک یہی کہتی ہے مگر وہ سینکڑوں لوگ جو مختلف علاقوں سے آئے ہوں گے، ان کو نظر انداز کر دینا میرے نزدیک گناہ ہے۔ پس میں اختصار سے کام لوں گا۔ مساجد اپنے ساتھ بعض ذمہ داریاں رکھتی ہیں۔

مسجد خدا کا گھر ہے اور جو شخص مسجد بنانے کے بعد یہ کہتا ہے کہ اسے ہم نے بنایا اور یہ ہماری ہے وہ گویا خدا کے گھر کو اپنا گھر قرار دیتا ہے۔ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی معمولی آدمی کے گھر کو بھی کہے کہ یہ میرا ہے تو وہ مجرم سمجھا جاتا ہے اس سے اندازہ کر لو کہ جو شخص خدا کے نام پر ایک گھر بنائے اور پھر اسے اپنا قرار دے، وہ کتنی بڑی سزا کا مستحق ہوگا۔ پس لائل پور کا ہر احمدی فرد یہی سمجھے کہ یہ خدا کا گھر ہے اگر یہ خدا کا گھر نہیں ہے تو مسجد نہیں ہو سکتی اور اگر خدا کا گھر ہے تو آج سے آپ لوگوں میں سے کوئی شخص ایک ساعت کے لئے بھی یہ خیال نہ کرے کہ یہ ان کی ہے۔ جس وقت مَیں نے دو رکعتیں پڑھ کر اس کا افتتاح کیا، اس کے بعد کسی کو اب یہ حق نہیں کہ اسے اپنی قرار دے اور کسی کو اس میں عبادت کرنے سے روکے حتّٰی کہ اگر کوئی شخص ایک ہندو یا عیسائی کو بھی روکے گا تو وہ خدا کا فوجداری مجرم ہوگا، کیونکہ وہ خدا کے گھر کو اپنا گھر قرار دے گا۔ دوسرے لوگ مساجد بناتے ہیں مگر باہر بورڈ لگا دیتے ہیں کہ یہاں کوئی شیعہ، احمدی، وہابی نہ آئے مگر وہ دھوکا خوردہ ہیں۔ وہ خدا کے نام پر مسجد بناتے ہیں مگر پھر اس پر اپنا قبضہ کر لیتے ہیں۔ تم بھی اگر ایسا ہی کرو گے تو خدا کے فضل کو حاصل نہیں کر سکو گے۔ تمہارا بورڈ یہی ہونا چاہیئے کہ یہ خدا کا گھر ہے، جس کا جی چاہے یہاں آ کر اس کا نام لے سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی رنگ میں عبادت کرے، ہم خوش ہونگے۔ رسول کریم ﷺ کے پاس عیسائیوں کا ایک وفد آیا اور کچھ مذہبی مباحثہ کیا اتنے میں ان کی عبادت کا وقت آ گیا۔ عیسائیوں میں بعض مشرک ہوتے ہیں اور بعض موحد بھی۔ گو وہ بعض مسلمانوں کی طرح حضرت مسیح کی تعظیم ارباب کی حد تک کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی خدا کو ایک مانتے ہیں اس وفد کے عیسائی بت پرست تھے اور انہوں نے سونے کی صلیبیں اپنے پاس رکھی ہوئی تھیں جنہیں وہ پوجتے تھے۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ ہم باہر

جا کر اپنی عبادت کر آئیں مگر آپ نے فرمایا کہ یہ مسجد عبادت کے لئے ہی ہے' آپ بے شک یہاں اپنی طرز پر عبادت کریں۔ چنانچہ انہوں نے وہیں اپنی صلیبیں رکھیں اور اپنے طریق پر عبادت کی[۲]۔ ہاں مسجدوں کے انتظام کے لئے ایک جماعت ذمہ دار ہوتی ہے وہ انتظامی طور پر دخل دے سکتی ہے۔ مثلاً اگر وہ دیکھے کہ شور پڑتا ہے تو مختلف لوگوں کی عبادت کے لئے علیحدہ علیحدہ وقت مقرر کر سکتی ہے۔ یا اگر کوئی کسی چیز کو خراب کرے تو اسے روک سکتی ہے۔ ایسے انتظامی معاملات میں دخل دینے کا آپ کو بھی حق ہے لیکن اگر عبادت کے معاملہ میں کوئی رُکاوٹ پیدا کی گئی تو یہ مسجد پھر خدا کا گھر نہیں بلکہ بندوں کی ایک جگہ ہوگی اور اس صورت میں آپ لوگوں کے لئے کسی برکت کا موجب نہیں ہوسکتی۔ یہ دوسری مسجد ہے جس کا اس رنگ میں مَیں نے افتتاح کیا ہے۔ پہلی انگلستان کی مسجد تھی وہاں بھی میں نے کہا تھا کہ میں یہ بتا کر کہ یہ خدا کا گھر ہے اور اس میں ہر شخص کو عبادت کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے' اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ اور یہاں بھی میں نے بتا دیا ہے کہ مسجدیں خدا کا ذکر بلند کرنے کے لئے ہوتی ہیں ہر ایک کے لئے اس کا دروازہ کھلا ہونا چاہیئے۔ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ اسے صاف رکھیں جیسا کہ ابراہیمی دعاؤں سے پتہ لگتا ہے' اس کی آبادی کے لئے کوشش کرتے رہیں' اسے گندہ نہ ہونے دیں' باجماعت نماز کا اہتمام کریں' جہاں مسجد ہو وہاں ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں' نہ ہونے کی صورت میں تو یہ عُذر ایک حد تک ہوسکتا ہے کہ مسجد نہ تھی لیکن مسجد بن جانے کے بعد باجماعت نماز میں ہرگز سُستی نہیں ہونی چاہیئے۔ پس اپنے گھر کی آبادی کے لئے جو کوشش کرتے ہو' وہی اس کے لئے بھی کرو۔ کوئی شخص مکان بنانے کے بعد اسے خالی نہیں چھوڑ دیتا بلکہ رات دن اس میں رہتا ہے اور عقلمند کو اگر زیادہ عرصہ کے لئے کہیں باہر بھی جانا پڑے تو کرایہ پر دے جاتا ہے تاکہ آباد رہے اس سے زیادہ فکر اللہ تعالیٰ کے گھر کی آبادی کی کرنی چاہیئے۔ جو لوگ اس مسجد کے نزدیک رہتے ہیں وہ پنج وقت اور جو دور رہتے ہیں وہ دو تین وقت ہی یہاں آ کر باجماعت نمازیں ادا کریں اور کوئی وقت ایسا نہ ہو جب یہ مسجد آباد نظر نہ آئے۔ مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہوتی ہیں پس یہ مت خیال کرو کہ اس مسجد کی تعمیر کے بعد بھی آپ کی حالت وہی رہے گی جو پہلے تھی۔ اگر اسی طرح کرو گے جس طرح میں نے بتایا ہے یعنی اسے اپنا نہیں بلکہ خدا کا گھر قرار دو گے تو خدا بھی تم سے وہ سلوک کرے گا جو پہلے نہیں کرتا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر بندہ ایک قدم خدا کی طرف بڑھتا ہے تو خدا اس کی طرف دو قدم بڑھتا ہے' اگر بندہ چل کر اس کی

طرف جائے تو وہ دوڑ کر آتا ہے[۳]۔ پس جو خدا کے دین کی خدمت کرتا ہے' اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی جزا بہت بڑی ہوتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ یقیناً آپ کے لئے ترقی کی نئی راہیں کھول دے گا۔ آپ کی تبلیغ میں برکت دے گا اور لوگوں کے دلوں کو کھول دے گا مگر اس موقع سے فائدہ اٹھانا آپ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہے تو جو لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے وہ اس کی ناراضگی کے مَورَدْ بن جاتے ہیں۔ شبلی ایک بزرگ گزرے ہیں جو پہلے بغداد کی حکومت کے ماتحت ایک زبردست گورنر تھے۔ اس بادشاہ کا ایک بڑا جرنیل تھا' وہ دربار میں پیش ہوا اور بادشاہ کے سامنے اپنی خدمات بیان کیں۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسے ایک قیمتی خلعت دیا کہ پہنو۔ اس نے پہنا تو اتفاق ایسا ہؤا کہ اسے چھینک آئی اسے نزلہ کی شکایت تھی اس نے اِدھر اُدھر ٹٹولا مگر جیب سے رومال نہ ملا۔ ادھر ناک بہہ پڑا اور اسے فکر ہوا کہ بادشاہ کے سامنے اس کا ناک بہہ رہا ہے تو اس نے نظر بچا کر اسی خلعت کے دامن سے ناک پونچھ لی مگر بادشاہ نے دیکھ لیا اور اسی وقت حکم دیا کہ خلعت اُتارلو اور اسے اس کے درجہ سے برخاست کردو کیونکہ اس نے میرے خلعت کی ہتک کی ہے۔ شبلی نے یہ حالت دیکھی تو چیخ ماری اور زار زار رونے لگے۔ بادشاہ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے سالہا سال تک اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا اور آپ کے لئے ملک فتح کئے لاکھوں لوگوں کو آپ کا غلام بنایا' ہر روز جب وہ جنگ کے لئے جاتا تو وہ اپنے بچوں کو یتیم اور بیوی کو بیوہ بنا کر جاتا' اگر آپ نے ایک لاکھ روپے کا خلعت بھی اسے دے دیا تو اس کی خدمات کے مقابلہ میں اس کی کیا قیمت ہے مگر اس خلعت کو خراب کرنے پر آپ اس قدر ناراض ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے جو خلعت مجھے دیا ہے' اسے آپ کی خاطر میں ہر روز خراب کرتا ہوں اس لئے مجھے خیال آیا ہے کہ میری سزا کیا ہوگی۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسی وقت گورنری سے استعفیٰ پیش کر دیا اور مختلف بزرگوں کے پاس گئے چونکہ وہ سخت ظلم کرتے رہے تھے' ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ تمہاری توبہ قبول ہونی مشکل ہے۔ آخر وہ حضرت جنید بغدادی کے پاس پہنچے۔ انہوں نے کہا آپ کی توبہ قبول ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ جہاں آپ گورنر تھے' وہاں جائیں اور ہر دروازہ پر جا کر دستک دیں اور معافی مانگیں اور کہیں کہ میں نے آپ کا جو کچھ دینا ہے' لے لو۔ یہ کتنا مشکل کام ہے۔ اگر کسی معمولی افسر سے بھی کہو کہ ایسا کرے تو وہ اس کیلئے آمادہ نہیں ہوگا مگر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر بہت بڑے بزرگ بن گئے[۴]۔ تو اللہ تعالیٰ کے خلعت کی ناقدری بہت بڑی سزا کا موجب بن جاتی ہے۔ اس کام کے بدلہ میں

اللہ تعالیٰ آپ کو خلعت دے گا اور وہ یہ کہ آپ کے لئے ترقی کے رستے کھول دے گا۔ آپ کا فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ پس ایک طرف اگر مسجد کی آبادی کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے تو دوسری طرف ترقی کے جو راستے کُھلیں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا بھی آپ کا فرض ہے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا دین بھی درست ہو جائے گا اور دنیا بھی، آپ کے دل حقیقی معنوں میں مسجدیں یعنی خدا کے گھر بن جائیں گے یعنی خدا ان میں آ جائے گا اور آپ کے دلوں میں بس جائے گا اور وہ جنت جس کی امید لوگ اگلے جہان میں کرتے ہیں، آپ کو یہیں حاصل ہو جائے گی۔

(الفضل ۱۵۔اپریل ۱۹۳۴ء)

---

۱ تذکرہ صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳۔ ایڈیشن چہارم
۲ السیرۃ الحلبیۃ الجزء الثالث صفحہ ۲۳۹ مطبع محمد علی صبیح میدان الازھر بمصر ۱۹۳۵ء
۳ بخاری کتاب التوحید باب قول اللّٰہ تعالیٰ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ
۴ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۴۳ تا ۳۴۵۔ از فرید الدین عطار مطبوعہ ۱۹۹۰ء لاہور